مالدیپ

مولانا محمد انیس رشید

"عالم ناتمام" کے تحت اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔اس بار "مالدیپ" کا تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔ ——————— (ادارہ)

دو ہزار جزائر پر مشتمل بحر ہند میں ایک چھوٹا سا اسلامی ملک ہے، اسے جزائر مالدیپ کہتے ہیں، مقامی زبان میں مالدیپ کے معنی ہیں "جزیروں کا دیس" مالدیپ جنوبی ایشیا میں واقع ہے، یہ خشکی سے دور پانی میں گھرا ہوا ملک ہے اور چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے، خشکی سے دوری کی وجہ سے اس سے متصل کوئی ملک نہیں ہے تاہم پانی سے گزرنے کے بعد اس کا جو قریب ترین ملک ہے وہ بھارت ہے جو اس کے شمال میں واقع ہے۔ چار سو میل دور، سری لنکا اس کے مغرب میں واقع ہے۔ دو ہزار جزیروں میں سے صرف دو سو جزیروں میں آبادی ہے باقی جزائر انسانی آبادی سے خالی ہیں، مالدیپ کا کوئی جزیرہ پانچ مربع میل سے زائد نہیں ہے، یہ جزائر نہایت سرسبز و شاداب ہیں، ان کا زیادہ رقبہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ مالدیپ کے دارالحکومت کا نام مالے ہے، یہاں کی کل آبادی تین لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ نصف سے زائد آبادی دارالحکومت میں رہتی ہے، باقی لوگ گین، ہولولے، سوواد یوا اور ٹیلا دوماتی وغیرہ سے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں عربی، ہندی اور انگریزی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ یہاں کی سو فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اہم نسلی گروہوں میں سے سنہالی، عرب اور افریقی ہیں۔ ۲۶ جولائی ۱۹۶۵ء کو مالدیپ آزاد ہوا۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۵ء کو اسے اقوام متحدہ کی رکنیت ملی۔ انتظامی لحاظ سے اسے ۱۹ ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہاں کی آب و ہوا گرم اور مرطوب ہے، مون سون کے مہینوں میں یہاں کے جزائر میں بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں اور انہیں بارشوں سے یہاں کے لوگ تازہ پینے کا پانی حاصل کرتے ہیں۔ ناریل، پھل، میٹھے آلو، باجرہ، مکئی اور چقندر یہاں کی عمومی زرعی پیداوار ہیں، زراعت کے لیے یہاں کے لوگ بارش کے پانی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ماہی گیری، سیاحت، ناریل کے ریشے، بحری جہاز رانی اور دستی مصنوعات مالدیپ کے لیے ذرائع آمدن ہیں۔

مالدیپ کو جزیروں کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے، بھارت اور سری لنکا سے ۵۰۰ عیسوی کے لگ بھگ بدھ مذہب کے پیروکار مالدیپ پہنچے اور انھوں نے اسے رہائش کے لیے اختیار کیا، اس کے بعد پہلی صدی ہجری میں عرب تاجر بھی اس علاقے میں پہنچے اور ان کی وجہ سے یہاں اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ ۱۱۵۳ء کی بات ہے کہ یہاں ایک مسلمان عالم دین

ابوالبرکات یوسف بربری آئے، انھوں نے اس علاقے میں اشاعت اسلام کے لیے غیر معمولی کام کیا، ان کی کوششوں اور جدوجہد ہی کا نتیجہ تھا کہ وہاں کا راجہ مسلمان ہوگیا اور پھر اپنا نام محمد عادل اختیار کیا، بادشاہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع عوام کو ہوئی تو عوام بھی مسلمان ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ راجہ محمد عادل کے خاندان کے کم وبیش ستر (۷۰) افراد نے مسلسل آٹھ سو سال تک مالدیپ میں حکومت کی اور بیرونی قبضہ سے اس ملک کو بچائے رکھا۔ راجہ محمد عادل کے بعد سلطان محمد بن عبداللہ برسر اقتدار آیا، اس نے اپنے دور میں یہاں جابجا مسجدیں تعمیر کرائیں، اور یہاں اسلامی فقہ رائج ہوئی۔

۱۵۱۲ء میں سلطان علی نے جزائر مالدیپ کی حکومت سنبھالی، اس نے وہاں اسلام کی بڑی خدمت کی اور اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ۱۵۱۸ء میں پرتگالیوں نے سب سے پہلے ان جزائر پر قبضہ کیا، اس سے پہلے کسی بھی یورپی طاقت نے اس علاقے کو اپنے زیر قبضہ نہیں کیا تھا۔ ۱۵۵۰ء میں سلطان حسن نہم نے مالدیپ کی حکومت سنبھالی، کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد اس نے اسلام سے مرتد ہوکر عیسائیت اختیار کر لی تاہم مقامی باشندوں نے اس کے ارتداد کو گوارا نہ کیا اور اسے ملک بدر کر دیا جس کے نتیجے میں اس نے پرتگالیوں سے ساز باز کر کے مالدیپ پر حملہ آور ہوا مگر اسے شکست ہوئی اور اس کے بے شمار ساتھی بھی مارے گئے۔

۱۵۵۸ء میں سلطان علی ششم مالدیپ کی حکومت کے والی بنے، ان کے دور میں پرتگالیوں نے مالے پر قبضہ کرلیا، اس دوران سلطان کی پرتگالیوں سے کافی شدید لڑائی ہوئی بالآخر ایک معرکہ میں سلطان علی شہید ہوگئے، پرتگالیوں نے ۱۵۷۳ء تک یہاں اپنا قبضہ برقرار رکھا، اس دوران انھوں نے یہاں مسیحیت کا پرچار شروع کیا۔ تاہم مقامی نوجوان گوریلوں نے پرتگالیوں کو چین سے رہنے نہ دیا، چنانچہ محمد تکرفانو کی سربراہی میں مقامی گوریلوں نے پرتگالیوں کو مار مار کر نکال باہر کیا، جب پرتگالی یہاں سے بھاگ گئے تو محمد تکرفانو نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی بجائے سلطان کو تلاش کیا تاکہ سلطان کے زندہ ہونے کی صورت میں انہیں تخت پر دوبارہ بٹھایا جائے تاہم تلاش بسیار کے باوجود سلطان نہ ملے کیوں کہ وہ تو کسی معرکہ میں شہید ہوچکے تھے، جب محمد تکرفانو کو یقین ہوگیا کہ سلطان شہید ہوگئے اور اب وہ کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکیں گے تو اس نے عنان حکومت سنبھال لی۔ محمد تکرفانو "الاعظم" کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے بارہ سال یعنی ۱۵۸۵ء تک حکومت کی۔

تکرفانو کے بعد سلطان ابراہیم ثالث تخت نشین ہوا، اس کے دور میں مالابار کی فوج نے مالدیپ پر چڑھائی کردی مگر یہاں کے مقامی باشندوں نے پامردی سے ان کا مقابلہ کیا، ۱۶۲۰ء میں محمد تکرفانو کا بھائی محمد جمال الدین تخت پر بیٹھا، اس نے ۱۶۴۸ء تک حکومت کی، اس کا دور بڑا پر آشوب تھا، پرتگالی مالدیپ پر مسلسل حملے کرتے رہے۔ ۱۶۴۸ء میں

سلطان ابراہیم اسکندر نے اقتدار سنبھالا، اس نے ملکی دفاع کو مضبوط کیا، اس نے طویل عرصہ حکومت کی، اس کے دور اقتدار میں اگرچہ پرتگالیوں اور مالاباریوں نے بار بار مالدیپ پر فوج کشی کی مگر سلطان نے ہر بار انہیں جوابی کارروائی کر کے مار بھگایا اور اپنی سلطنت کو بیرونی قبضہ سے محفوظ رکھا، یہ سلطان بڑا رحم دل اور سمجھ دار تھا، اس نے عوام سے ٹیکس وغیرہ معاف کر دیئے، دینی تعلیم کی خوب ترویج کی اور ملک میں فلاح و بہبود کا دور دورہ ہوا، مالے کی جامع مسجد اسی کی یادگار ہے۔ ۱۷۵۰ء میں سلطان محمد مکرم امام الدین برسر اقتدار آئے، ان کے دور میں مالاباریوں نے یہاں زوردار حملہ کیا اور مالے میں شاہی محل کو آگ لگا دی اور شہر کا بڑا حصہ نذر آتش کر دیا۔ مالاباری یہاں چار ماہ تک قابض رہے۔ اس کے بعد حسن مانیکر فانو نے مالاباریوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا، یہی حسن بعد میں ۱۷۵۹ء میں غازی حسن عزالدین کے نام سے مالدیپ کے سلطان بنے اور سات برس تک حکومت کی۔

انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں جب یورپی طاقتوں نے ہر جگہ اپنا اثر ونفوذ قائم کرنا شروع کیا تو مالدیپ کے باشندوں کو ہر طرف سے خطرہ اُمڈتا نظر آیا، وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اب تو کوئی نہ کوئی یورپی طاقت ہمیں آدبوچے گی اور پھر ہمارا یہ ملک بھی جنگ کی آگ میں سلگنے لگے گا، ہر طرف افراتفری سے بچایا جا سکتا ہے تو بہتر ہے، چنانچہ ۱۶ ستمبر ۱۸۸۷ء کو سلطان محمد معین الدین نے انگریزوں سے معاہدہ کر لیا اس طرح مالدیپ برطانیہ کا زیر حفاظت علاقہ بن گیا، جس کے نتیجے میں اسے دفاع کی ضمانت مل گئی۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۳۹ء میں جزیرہ گان میں برطانوی ہوائی بیڑے کا اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی گئی جب کہ باقی ماندہ جزائر میں سلطان مالدیپ کی حکمرانی قائم رہی۔ ۲۴ اپریل ۱۹۴۸ء کو ۱۸۸۷ء کے معاہدے میں ترمیم کی گئی، اس کی رو سے مالدیپ سے برطانوی حکومت کو خراج دینا بند کر دیا، اس کے علاوہ برطانیہ مالدیپ کے داخلی امور میں مداخلت نہیں کرے گا۔ ۱۹۵۷ء میں جزیرہ گان کو برطانیہ کے ہوائی مرکز یعنی ایئر بیس کے طور پر استعمال کیا جانے لگا تو اس کے خلاف ملک میں زبردست احتجاج نے جنم لیا لیکن حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ ۱۹۶۰ء میں حکومت مالدیپ نے برطانیہ کو ۱۹۸۶ء تک کے لیے جزیرہ گان بطور تحفہ پیش کر دیا جس کے صلے میں برطانیہ نے جنوبی جزیروں میں حکومت کے خلاف بغاوت کو کچل دیا۔ ۲۶ جولائی ۱۹۶۵ء کو مالدیپ کے وزیراعظم ابراہیم ناصر کی قیادت میں ایک معاہدہ مرتب کیا گیا اس پر وزیراعظم ناصر اور برطانوی حکومت کے نمائندے نے دستخط کیے، اس معاہدے کی رو سے مالدیپ کو مکمل آزادی دے دی گئی۔ ۲۹ مارچ ۱۹۷۶ء کو برطانیہ کی تمام فوجیں مالدیپ سے چلی گئیں۔ ۱۱ نومبر ۱۹۷۸ء کو صدر ناصر کے استعفیٰ کے بعد مامون عبدالقیوم نے صدر مملکت کا عہدہ سنبھالا اور اب تک مامون عبدالقیوم مالدیپ کے صدر ہیں۔ ☆☆☆